مولانا سعید احمد عنایت اللہ
مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

مناسکِ حج

اجمالی تعارف — اور — فلسفہ وحکمت

احکام شریعت اور بندہ | احکام شریعت کی ادائیگی میں اصل داعیہ تو رضائے الٰہی کا حصول اور شارع علیہ السلام کی اتباع وتعمیلِ ارشاد ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کے جملہ احکام وحیِ الٰہی سے مقرر کردہ ہیں جو سراسر بندوں کی دنیوی، اخروی مصالح اور دارین کی سعادت کے ضامن اور فلاح کا واحد طریقہ ہیں۔ بندے کا کام تو صرف ان احکام کی معرفت اور اس کے بعد بکمالِ بندگی طاعت بجالانا ہے۔ یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس کی طلب اور اتباع کے بندے مامور ہیں۔ وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ — احکام شریعت کے اسرار ورموز اور حکمتیں تو علی وجہ الکمال تو وہی ذاتِ عالی جانتی ہے جس نے ان احکام کو وضع فرمایا۔ علمائے امت میں سے بعض عارفین واہلِ فضل نے ان احکام کے اسرار و رموز اور مصالح کو بیان فرمایا۔

اس حلقہ میں ہم اعمالِ حج میں بعض کی حکمتیں بیان کریں گے۔

فریضہ حج | حج جو ارکانِ اسلام میں رکنِ خامس ہے اور ہر صاحب استطاعت اہلِ ایمان پر فرض ہے، مالی اور بدنی عبادات کا مجموعہ ہے، اس کی ادائیگی کے لیے شریعت نے یہ اہتمام کیا کہ زمان ومکان کی ہر دو حرمتوں اور عظمتوں کو جمع فرمادیا۔ پورے عالم کے مسلمانوں کو جن پر حج کی ادائیگی فرض ہے حکم دیا کہ وہ حرمت وتقدس والے ایام یعنی اشہر حرم میں بلد اللہ الحرام (مکہ مکرمہ میں) کعبہ مشرفہ کے سائے تلے حالتِ احرام میں جمع ہوجائیں۔

عالمی اجتماع | حج ایک مقدس فریضہ ہے، عظیم الشان سالانہ عالمی اجتماع ہے جو نماز باجماعت، جمعہ یا عیدین سے وسیع تر پیمانے پر مسلمانوں کے اتحاد اور باہمی رابطہ کا ذریعہ ہے۔ لاکھوں اہلِ توحید صرف ایمانی رشتہ کی وجہ سے بیت اللہ کے زیرِ سایہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر جمع ہوکر وحدتِ ملی کا اظہار کرتے ہیں، ان کی باہمی ملاقات کا منظر ایسا ہوتا ہے گویا ایک باپ کی اولاد آپس میں مل رہی ہے، سب کے سب اسلام کے فرزند ہیں جو ایام شریفہ اور مقاماتِ مقدسہ میں ذکر اللہ کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے دینی، دنیوی، مادی، ثقافتی، سیاسی احوال ومشاکل

معلوم کرکے باہم مل بیٹھ کر ان کا حل تلاش کرتے ہیں۔ لیشہدوا منافع ولیذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات۔

احرام | روزمرہ کا لباس کام کاج کا ہو یا زیب و زینت کا ترک کرکے احرام پہننا۔ دنیا سے زہد اور رضائے الٰہی میں مکمل انہماک کا مظہر اور اس عبادت (حج) کی عظمت کا اعتراف ہے۔ لباس کو اتار پھینکنے سے مقصود ان اخلاقِ ذمیمہ کو ترک کرنا ہے جن سے آقا اور مولیٰ راضی نہیں۔ اس کی رضا کی خاطر تو عشاق کا یہ لباس دو چادریں پہننا ہے، اپنے آپ لباس تقویٰ سے آراستہ کرنا ہے۔ وتزوّدوا فانّ خیر الزّاد التّقویٰ۔

احرام کی ہیئت تو ہر وقت حاجی کے لیے ایک الارم ہے جو اس کو اس کے ضابطوں کی رعایت اور اس کے آداب و ارکان کی محافظت یاد دلاتا رہتا ہے۔ احرام جہاں انفرادی طور پر ہر مُحرِم کی طرف سے احکم الحاکمین کے سامنے عاجزی و انکساری کا مظہر اور تطہیرِ نفس کا ذریعہ ہے تو اجتماعی طور پر یہ اللہ کے بندوں میں کمال مساوات کی سچی تصویر ہے۔ رضائے الٰہی کے یہ طالبین عادات و لذات کو قربان کرکے مفاخر اور امتیازات کو بالائے طاق رکھ کر محمود و ایاز سب ایک ہی سیرت سے ایک ہی صف میں کھڑے ہیں۔

تلبیہ | لبیک اللّٰھم لبیک یہ کلماتِ طیبات حق تعالیٰ شانہ کی اس دعوتِ عمومی پر لبیک کہنا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر بلند کی گئی۔ گویا بندہ اپنے آقا کی پکار پر "جی حاضر ہوں" کہتا ہوا اس کے دربار کی حاضری کے لیے کمربستہ ہے اور پھر دور دراز کے اسفار اور دیگر مشقتوں کا تحمل اور اپنی راحتوں کی قربانی یہ امور لبیک کی لذت کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ خدا کے حضور حاضری دینے والا یہ بندہ امید اور خوف کے درمیان ایمانِ خالص کے کیف سے معمور و مخمور ہے۔

لبیک کی کثرت اور ورد گویا حاجی کی زبان پر مجاہد کا ترانہ ہے یا عاشقِ صادق کا اپنے محبوب کے ذکر سے رطب اللسان ہونا اور اس کی حاضری کے شوق میں فرح و انبساط کا اظہار ہے۔

حجر اسود | یہ مبارک پتھر قدیم آثار میں سے ہے، بیت اللہ شریف سے بھی اس کا تعلق بہت پرانا ہے، حجاج کے طواف کی تنظیم اسی سے ہوتی ہے، یہی نقطہ آغاز اور طواف کے چکر کیلئے حدِ اختتام ہے۔ یہ پتھر ہے نفع یا نقصان کا مالک نہیں مگر شریعت مطہرہ نے اس کی تقبیل اور استلام کا حکم دیا تو یہ معظم اور محترم حجر شعائر اللہ میں شمار ہونے لگا اور علامت خیر بن گیا۔ اس کو یمین اللہ کا لقب دیا گیا۔ گویا حاجی اس کی تقبیل یا استلام کرکے طاعتِ الٰہی اور اتباعِ پیغمبر علیہ السلام کا عہد و پیمان کرتا ہے۔

طواف کعبہ | اعمال حج و عمرہ میں سے عظیم رکن اور عبادات میں سے منفرد عبادت جو کائناتِ ارضی میں سے ص
ایک ہی مشرف و معظم مکان کے ساتھ مخصوص ہے۔ طواف میں ذکر اللہ کا بلند کرنا ہے، انبیاء و رسل کی سنت

احیاء ہے، اہلِ ایمان کی قوت و شوکت کا اظہار اور ان کی وحدتِ ملی کا تعارف ہے، اجناس و الوان اور اوطان کے امتیازات کو مٹاتا ہے ۔ قرآن کریم نے بیت اللہ شریف کو قیاماً للناس ہونے کا شرف بخشا ہے ۔ اہلِ ایمان جب تک اس گھر کا طواف کرتے رہیں گے بخیر و عافیت رہیں گے ۔ اہلِ اسلام کا بکمالِ ادب بیت اللہ شریف کا طواف کرنا اس گھر کی عظمت و اجلال کا اعتراف ہے جس کو اولیت کا شرف حاصل ہے، جسے ھدًی للعالمین بنایا گیا، جو ہدایات کا سرچشمہ، انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز وحی ربانی کا مہبط ہے ۔ اس کا طواف دراصل قلب و قالب کو حق تعالیٰ شانہ کے سامنے عاجز و حقیر بنانا ہے ۔ آقا کے گھر کے چکر کاٹنا اس کے ساتھ کمال عبدیت کا منظر پیش کرتا ہے ۔ یہ طواف کعبۂ مشرفہ کا تحیہ ہے جبکہ عام مساجد اور بیوت اللہ کا تحیہ دو رکعت نماز نفل ہے ۔

دو رکعت بعد از طواف | حرمین شریفین کا قصد، کعبۂ مشرفہ کی زیارت، بیت اللہ الحرام کا طواف اس زندگی میں نعمتِ عظمیٰ ہے ۔ طواف کے بعد دو نفل خدا تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا شکرانہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو ایسی منفرد قسم کی عبادت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی جو صرف اس مکان کے ساتھ مخصوص ہے، جس کی زیارت کے لیے مسلمانانِ عالم کے قلوب بے قرار ہیں، یہ دو نفل مقام ابراہیم کے پاس پڑھ لیں یا کسی اور جگہ ۔ مقام ابراہیم (یہ پتھر) خانہ کعبہ کے بانی اور ان کی یادگار کے طور پر ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے دو عظیم نبیوں کے لیے اپنے گھر کی تعمیر کے موقع پر کس طرح اس پتھر کو مسخر فرمایا ۔

زمزم | مبارک پانی کا یہ دائمی چشمہ امرِ الٰہی سے مقدس فرشتہ کے ذریعہ اپنے آغاز میں اسمٰعیل علیہ السلام اور اُمِّ اسمٰعیل کی سیرابی کے لیے ظاہر ہوا ۔ یہ اقطارِ عالم سے آنے والے ضیوف الرحمٰن کے لیے خدائی دسترخوان ہے جو ہمیشہ بچھا رہتا ہے، ان کے لیے مصدرِ رزق و برکت ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ماء زمزم لما شُرِبَ لہٗ ہر مقصد کے لیے نافع ہے ۔ یہ اشرف و افضل پانی پیاسے کے لیے پیاس بجھانے والا بھوکے کے لیے غذا اور بیمار کے لیے دواء شافی ہے ۔ ظاہری امراض ہوں یا باطنی حسی ہوں یا معنوی، صحیح عقیدہ اور توکل علی اللہ کے ساتھ خوب سیراب ہو کر پینے والوں کے لیے حصولِ مقاصد کا آسان ذریعہ ہے ۔ زمزم جو ایک ہمیشہ رہنے والا چشمہ ہے جس کا پانی پینے والوں کی کثرت یا امطار (بارشوں) کی قلت سے کم نہیں ہوتا، خدا کی سرزمین پر، بیت اللہ شریف کے زیرِ سایہ خدا تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے ۔

سعی صفا و مروہ | صفا، مروہ دو پہاڑ جو بزبانِ قرآن شعائر اللہ میں سے ہیں، جاہلیت اور اسلام ہر دور میں معظم و محترم مقامات رہے ہیں ۔ کتنی ہی عظیم قربانیوں کے واقعات ان سے وابستہ ہیں ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اہلیہ (حضرت) ہاجرہ اور معصوم بچے (حضرت) اسمٰعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑنا قربانی کی کتنی بڑی مثال ہے ۔

پھر اس جگہ کھڑے ہوکر اُمِّ اسمٰعیل کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ پوچھنا کہ آپ کیونکر ہمیں یہاں چھوڑ رہے ہیں؟ اے ابراہیم! اگر یہ اللہ کے حکم سے ہے تو وہ ہمیں ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ یہ کہہ کر یہ صابرہ اور عظیم مومنہ اللہ پر توکل کر کے بچے کے پاس مطمئن ہوکر بیٹھ جاتی ہے۔ اب فطری محبت بیوی اور بچے کے لیے جوش مارتی ہے اور ابراہیم علیہ السلام ایسی جگہ پر کھڑے ہوکر یہاں بیوی کو نظر نہیں آرہے نہ بچے کو دیکھ رہے ہیں محض اللہ کی ذات میں منہمک ہوکر اس ذاتِ عالی سے یہ دعا کرتے ہیں۔

"اے اللہ! میں نے اپنے عیال کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں حُرمت والے گھر کے پاس چھوڑا ہے اب تو ہی لوگوں کے دلوں کو متوجہ کر دے کہ اس کی طرف کھچے چلے آئیں اور ان سب اہلِ ایمان کو تو ثمرات عطا فرما"

آپ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اس عظیم قربانی کرنے والے جلیل القدر بندے کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح قبول فرمایا۔ ادھر اُمِّ اسمٰعیل اور اسمٰعیل (علیہ السلام) کو غذا و پانی کی حاجت ہوئی تو قریب ترین صفا پہاڑی ہی تھی جہاں پر کھڑے ہوکر اسباب کا نظارہ کرسکتی تھیں، جب کچھ نظر نہ آیا تو اُتر کر جلدی جلدی وادی کو عبور کر کے دوسری طرف کو مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ شاید کوئی نظر آجائے، جب وہاں کچھ نظر نہ آیا تو مروہ سے اُتر کر وادی کو عبور کر کے صفا پر آئیں اسی طرح جب صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگا کے تھک گئیں تو دیکھا کہ اللہ کی مدد آگئی، جبریل علیہ السلام کی آواز سنائی دی، زمزم کی موجودہ جگہ پر چشمہ اُبل رہا ہے، خود پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ فرشتے نے بشارت دی کہ جس خدا پر تمہارا توکل ہے وہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا، فرشتے نے مزید بتایا کہ اسی جگہ پر اللہ کا گھر اس بچے اور اس کے باپ کے ہاتھوں تعمیر ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر ضائع کرے ــــ صفا و مروہ کی سعی کرنے والا اس جذبۂ ایمانی سے سعی کرتا ہے کہ اللہ ربّ العالمین اس کی دنیاوی اور اُخروی حاجات کو پورا کرنے والا اور اس کو ہر قسم کے نقصان اور ضیاع سے محفوظ رکھنے والا ہے، بندہ اسی کا محتاج ہے اور اللہ کی ذات بندہ کی مدد کرنے میں اسباب کی محتاج نہیں ہے، وہی اسباب کو پیدا کرنے والا اور اسباب سے ہٹ کر غیب سے بندہ کی احتیاج کو پورا کرنے والا ہے، بندہ اسی سے طلب کرے، اسی کے سامنے اپنی حاجت کو پیش کرے۔

اسی مقامِ مقدس پر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور اسلام کے آغاز کے قصہ کو بھی یاد کریں۔ صفا ہی تو وہ مقام ہے جہاں پر خاتم الانبیاء علیہ السلام نے پہلی بار قریشِ مکہ کو جمع کر کے توحید کی دعوت دی تھی۔ ان عظیم ہستیوں کے عظیم الشان تاریخی واقعات کے ساتھ ان مقامات کی وابستگی ہے جس کا تصور سعی کرنے والا کرتا ہے۔

وقوفِ عرفہ عرفان و معرفت کا یہ وہ مقام ہے جہاں پر بندے اپنی حقیقت و حقارت اور رب العالمین کی عظمت یہاں کر جمع ہوتے ہیں، اس کے فضل و رحمت اور مغفرت کی طلب میں کھڑے ہیں، اس کے عقاب و عذاب سے نجات کے طالب ہیں۔ یہ وقوفِ حج کا رکنِ عظیم ہے۔ اس عظیم مقام پر اللہ کے جلیل القدر بندوں، انبیاء و رُسل اور

صالحین نے اس جذبہ کے ساتھ وقوف کیا ہے کہ وہ رحمت سے پُر امید تھے اور اُس کی گرفت سے بے خوف نہ تھے۔

عالم کے مسلمانوں کا یہ سالانہ اجتماع مساوات کا مظہر، ایک حالت میں، ایک سیرت میں تلبیہ تکبیر تہلیل کا ایک ہی ترانہ وردِ زبان ہے۔ اس میدان میں سب اپنے لیے دنیوی اور اُخروی ثمرات و منافع جمع کر رہے ہیں۔

افاضہ عرفات وقوفِ عرفات کے بعد فضل و رحمتِ الٰہی کو سمیٹ کر خوشی خوشی مشعرِ حرام آنا تقرب الی اللہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مؤقف کا احیاء اور حضور سید المرسلین کی اقتدا ہے۔

منیٰ منیٰ جاہلیت میں تو تفاخر اور دنیاوی کاروبار کی منڈی تھی۔ اسلام میں دنیاوی منافع کے حصول سے تو ممانعت اب بھی نہیں: لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ البتہ اپنے حسب و نسب اور قبائلی مفاخر کے بیان کے بجائے تسبیح باری تعالیٰ، تحمید ربّ العزت والجلال اور تکبیر و تہلیل کہی جائے۔

منیٰ عالم کے مسلمانوں کے باہم تعارف، مسائل و مشاکل کے بیان، مؤتمرات و محاضرات کے انعقاد، علم و عرفان کی مجالس، ان کاموں کے لیے یہ سنہرا موقع ہے۔

رمیِ جمار یہ جمرات پر پتھر پھینکنے کا حکم ہے، یہ ابلیس سے براءت و نفرت کا اظہار ہے، اس کی اہانت اور اطاعتِ الٰہی کے لیے مستعدی اور تعمیلِ ارشاد کے لیے مکمل استسلام کا اقرار ہے، اللہ کے ہر دشمن کا منہ توڑنا ہے۔ یاد رکھیں کہ یہی وہ مقامات ہیں جہاں ابلیس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطاعتِ خداوندی سے روکنے اور ان کو وسوسہ میں ڈالنے کی کوشش کی تھی، مگر اللہ کے برگزیدہ بندے اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہے۔

گذشتہ واقعات کے ذکر و اعادہ میں بڑی عبرتیں اور مصلحتیں ہیں، ان سلف صالحین کی عظمت کا اعتراف ہے ان کے قوی ایمان اور جذبۂ اطاعت کے معیار کو دیکھ کر ایک مومن یہاں سے قوتِ ایمانی اور جذبۂ طاعتِ رحمانی سے سرشار ہو کر لوٹتا ہے۔ اب حاجی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی مال کی ہو یا جان کی خدا تعالیٰ کی راہ میں آسان ہے۔

قربانی قربانی اطاعتِ الٰہی اور اللہ کے تقویٰ کے اظہار کے ساتھ ساتھ سنتِ ابراہیمی کا احیاء، اہل و عیال اور فقراء پر توسع اور عمومی ضیافتِ الٰہی ہے۔

حلق و قصر اسباب زینت کو ترک کرنے کی انتہاء یہ ہے کہ سر کے بال بھی اتار دیں حلق و قصر میں حلق اس لیے افضل ہے کہ اس میں زیادتی خشوع اور ترکِ زینت ہے۔ حاجی اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے بعد میل کچیل کو دور کرتا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفسانی خواہشات، حُبِ جاہ و مال، حقد، حسد سب آلائشوں سے پاک وصاف گویا آج ہی پیدا ہو کر اس دنیا میں وارد ہوا ہے۔

> نیکی اور بدی کے درمیان اتنی باریک لکیر ہوتی ہے کہ نظر نہیں آتی۔ (امام غزالیؒ)